مرزا قادیان ذہنی خلجان

رائے محمد کمال (ایڈوکیٹ)

مرزا قادیان ذہنی خلجان؟

رائے محمد کمال (ایڈووکیٹ)

مرزا غلام احمد قادیانی کو برصغیر پاک و ہند میں ملت اسلامیہ کے عہد زوال کا ایک علامتی مرقع کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا، جو تاریخ کے ازحد نازک سیاسی موڑ پر مذہبی قبا اوڑھ کے نمودار ہوا تھا، تاہم حیران بلکہ پریشان کن امر یہ ہے کہ ان کی شخصیت کا غیر جانب دارانہ، محققانہ اور حقیقت پسندانہ تجزیہ کبھی نہیں کیا گیا۔ مرزا صاحب اُس دور میں اُبھرے جب ہندوستان میں فتوؤں اور دعوؤں کی بہار آ چکی تھی ایک سے ایک بڑھ کر نئی وضع کا فتویٰ اور جدید سے جدید انداز میں قدیم سے قدیم دعویٰ!

ہندوستان میں مرزا قادیانی کی داستان سے قبل خطۂ عرب میں محمد بن عبدالوہاب کے جارحانہ و متشددانہ مذہبی افکار کی یلغار نے ایک حلقہ کے اذہان کو ہیجان میں مبتلا کر دیا ہوا تھا۔ ایران میں محمد علی باب اور پھر بہاء اللہ کی جدت یا بدعت بھی اپنا رنگ دکھایا جا چکی تھی۔ مہدی سوڈانی سے بھی مہدویت کا دعویٰ منسوب ہوا۔ کسی نے اُن سے پوچھا: کیا آپ واقعی اس مرتبہ کے دعویدار ہیں؟ مہدی تو بڑی بات ہے انہوں نے کہا تھا "سامراج کو سوڈان سے نکالنے کی خاطر مجھے شیطان بھی کہلوانا پڑے تو عذر و اعتراض نہ ہو گا"۔ بابی و بہائی اہل تشیع کی صف سے اُٹھے تھے جبکہ محمد بن عبدالوہاب، مہدی سوڈانی اور مرزا غلام احمد حنافلہ سے نکلے۔ گمراہی کے تمام سلاسل روافض کی منطقی صدائے بازگشت ہیں یا پھر خوارج کا آوا گونی عکس! عرب و عجم اور ہند میں یہی کچھ ہوا۔ رفض کا بخار چڑھا تو باب اور بہا خارجیت کا مروڑ اُٹھا تو وہابی اور قادیانی صحیح یا غلط عوام کی سوچ کا زنداز بہرحال یہی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا کسی بھی شعبہ میں پورا مطالعہ نہیں تھا۔ ناپختہ اور ادھورا۔ حقیقی علم سے تو اُن کا کبھی کوئی علاقہ نہیں رہا۔ انہوں نے آنکھ کھولی تو ہندوستان میں بکثرت سطحی مذہبی لٹریچر تخلیق ہو چکا تھا۔ غیر سنجیدگی و خام فکری کا شاہکار! عامیانہ و غلامانہ!! سید احمد شہید رائے بریلی اور ان کے مرید خاص شاہ اسماعیل دہلوی کے صراط مستقیم، تقویۃ الایمان اور یک روزی ایسے رسائل کو ادبیات عالیہ میں سے گردانا یا مانا جانا بجائے خود کج فکری، کم نظری، بے ذوقی بلکہ بدذوقی کے مترادف ہو گا۔ مرزا صاحب نے ان "شاہپاروں" کو گویا گھونٹ کے پی رکھا تھا۔ انہوں نے اپنے تمام دعاویٰ کا خمیر "امکان النظیر" طرز کے رسالوں ہی سے تو گوندھا۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نے اپنے افکار کا خلاصہ "کتاب التوحید" کے نام سے پیش کیا تو شاہ اسماعیل دہلوی نے اُسے "تقویۃ الایمان" میں کشید کر کے رکھ دیا، اور بس! عربی سے اردو ترجمہ!! کتاب التوحید کے مضمون کو سمیٹ لیا جائے تو تقویۃ الایمان، اور اگر تقویۃ الایمان کو پھیلا دیں تو کتاب التوحید! حق اور حقیقت یہ ہے کہ اسی نوع کا مسالہ مرزا صاحب کے کام آیا اور انہوں نے اسے اپنی "عمارت" میں جی بھر کے لگایا۔ ایک شخص توحید کی آڑ میں رسالت کا منصب گھٹا اور رسول کا مقام و مرتبہ بڑے بھائی یا گاؤں کے ایک چودھری کے برابر بتا رہا تھا۔ مطلب؟ مطلب یہ کہ نبوت عرش کی نہیں فرش کی کوئی شے ہے اور اسے زمین پر سے بھی تلاش کیا جا سکتا ہے۔ آسمان، بلندی کا استعارہ تھا، زمین پستی کی علامت! ماحول سازگار پا کر دوسرا شخص آگے بڑھا اور دعویٰ داغ دیا، میں بھی وہی کچھ ہوں جو کچھ مسلمان تاجدار مدینہ (ﷺ) کو جانتے اور مانتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) اپنے تئیں تکلفاً ظلی اور بروزی کہہ لیا ظلی نبوت و بروزی رسالت!

اٹھارہویں صدی کے ربع آخر میں عیسائی مبلغوں اور آریہ سماجیوں نے مسلمانانِ ہند کے خلاف ایک طوفان اُٹھا رکھا تھا۔ طوفان بدتمیزی! ناپاک قلم و غلیظ زبان!! عیسائی مشنریوں سے قطع نظر شدھی اور سنگھٹن تحریکیں بھی برطانوی سازش کا حصہ تھیں۔ انگریز کی شہ پر ہندو کا احیاء ہندو نیتاؤں کا مطمع نظر یہ ٹھہرا کہ یا تو کلمہ گوؤں کو رام رام کی مالا جپ کر رام کر لیا جائے، نہیں تو بغل سے چھری نکال کے ان کا کام ہی تمام کر دیں۔ رام رام کا مطلب شدھ اور سنگھٹن کا ترجمہ چھری! عیسائی اور ہندو مبلغ غلیظ زبان و بیان کے ہتھیاروں سے مسلح تھے جبکہ مسلم ادیب و خطیب عموماً تہذیب و شائستگی کے پھندوں میں گرفتار! اس عہد میں مرزا صاحب سیالکوٹ کچہری میں اہلمد ہوتے تھے۔ مولویانہ و مناظرانہ لٹریچر کا انہیں چسکا لگ چکا تھا۔ جہاں اور جب موقع ملتا وہ عیسائی پادریوں اور آریہ سماجیوں سے اُلجھ پڑتے۔ اینٹ کا جواب پتھر سے دیا جاتا۔ یہی جارحانہ لب و لہجہ اور طرز مخاصمت و مناقشت اُن کی ابتدائی وجہ شہرت بنا! یہ ان کے مد مقابل میدان میں اُترتے تو ان ہی کا سا طور و طریق اپنا لیا۔ گالیوں کے جواب میں صاف شفاف گالیاں، دشنام طرازی کے بدلہ میں "مستطیق" جملہ بازی! نتیجتاً کہا جاتا ہے کہ ہندو عیسائی اپنا سا منہ لے بلکہ چھپا کے رہ گئے۔ مہاتما گاندھی، تاریخ کے پیچ و خم میں البتہ ایک اور موقف رکھتے ہیں۔ انکے نقطۂ نظر کے مطابق "قادیانی طبقہ کے قابل اعتراض رویہ ہی کے سبب تحریک شاتمیت رسول وجود میں آئی تھی۔ خواہ کچھ بھی ہو واقعہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا طرز زبان و بیان عوام میں بطور خاص مقبول ہوا، لہٰذا اس پس منظر میں ان کی تحریر و تقریر کا سلسلہ چل نکلا۔

تاریخ گواہ ہے کہ آغاز کار میں مرزا قادیانی کی لن ترانی نے غیر مقلدین ہی میں راہ پائی۔ آخر کیوں؟ میں اکثر و بیشتر سوچا کرتا ہوں۔ شاید اس لیے کہ اہل حدیث مکتبہ فکر کا عمومی تصور رسالت حقیقی اہل سنت کے تصور ولایت سے بھی کمتر درجہ رکھتا ہے۔ صحیح یا غلط، سنیوں کے نزدیک پوری کائنات کو اپنی ہتھیلی کے مانند دیکھنا قیامت تک کی خبر رکھنا اور مردوں کو زندہ کر دینا

بھی اولیاء کا روز مرہ ہے۔ایک بالکل معمولی معمول!ایک ولی کی یہ شان وشوکت ہے تو پھر نبی کی عظمت و طاقت کا کیا بیان؟اور مولائے انبیاﷺ کی ذات وصفات کی نسبت حُسن تصور اور تصورِ حُسن کا کیا کہنا!رسول کا تو بڑا مقام و عالی مرتبہ ہے،اتنا بڑا کہ ذہن میں آ اور گمان میں سما بھی نہیں سکتا۔ان کے عقیدہ کی رو سے کسی صحابی کا ہم پایہ،امام کا ہم سایہ تابعی کا ہم پلہ اور تبع تابعی کا ہم درجہ کوئی بھی نہیں آسکتا۔حضور داتا گنج بخش علی ہجویری علیہ الرحمہ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری علیہ الرحمہ کا بھی کوئی ہم مثل پیدا نہیں ہوگا۔اس کے باوجود کہ موخرالذکر عقیدت وارادت کی بنیاد میں کوئی شرعی حجت قائم ہے نہ قرآنی نص موجود۔

وہ لوگ جو اپنے صوفی بزرگوں کے برابر بھی کسی کی آمد کو جاننے یا ماننے کے لیے تیار نہ ہوں بھلا ان کے دل میں جدید نبی کا تصور بٹھا لینا کیونکر ممکن ہوگا!"یہ کاروبار"وہاں چل سکتا ہے جہاں ایسا امر وعمل از قبیل ممکنات میں سے ہو۔ یاں سبب اہل سنت والجماعت کو انکے لامحدود غیر مشروط حسن عقیدت نے مرزا قادیانی کے استدراج سے بچا لیا،جبکہ غیر مقلدین(وہابیوں)کو اس کی شعبدہ بازیاں اس لیے ڈستی رہیں کہ ان کے عقیدہ کی رو سے خاص بھی عام ہوتے ہیں۔بے بس ولاچار اہلحدیثی نقطۂ نظر سے ولی تو ولی کوئی نبی بھی قدرت وطاقت نہیں رکھتا۔معجزات خاص مقاصد کے لیے خاص مواقع پر عطا ہوتے ہیں۔مقاصد؟ایک پیغمبر کی اہمیت جتلانے اور توجہ دلانے کے لیے عوام کی خاطر خصوصی نشانات!!مرزا صاحب ہمیشہ اپنے نشانات کی رٹ لگاتے اور پیش گوئیوں کا پتہ پھینک دیا کرتے تھے۔خدا پر جھوٹ باندھنے والوں کا ابلیس بہرحال مددگار ٹھہرتا ہے اور قرآن مجید فرقان حمید میں یہ واضح اعلان پایا گیا ہے کہ کبھی کاذب خود کو صادق جان لیا کرتے ہیں۔اس کا مفہوم صاف اور واضح ہے کہ رحمٰن کے الہام کا دھوکہ دے کر چیلوں کی زبان پر شیطان اپنا کلام بھی جاری کر دیا کرتا ہے۔رذیل کیا انجیل سے دلیل نہیں لاسکتا؟لہٰذا بزرگوں سے سوءِ ظن رکھنے والے لوگوں کو جب کوئی سفلی معرکہ ابلیسی کارنامہ استدراجی حوالہ یا پیش گو یانہ نتیجہ نظر آیا تو وہ جھوٹ پکار اٹھے کہ یہ ضرور کوئی خاص بات ہے خارق عادت وماورائے عقل!مرزا صاحب کی تک بندیوں اور قیافہ شناسیوں نے بالخصوص اہلحدیث مکتبہ فکر ہی میں فروغ پایا تو آخر کیوں؟یہ ایک سوال کا سوال ہے اور جواب کا جواب!اذہان پر دستک دیتا ہوا تلخ تاریخی سوال!روح میں چبھتا ہوا گہرا حقیقی جواب!!

مرزا صاحب کے بارے میں کئی اور توجہ طلب تلخ سوال بھی اُٹھائے جاسکتے ہیں جو عموماً اب تک نہیں اُٹھائے گئے ایک یہ کہ خدائے وحدہ لاشریک پر اعتقاد رکھنے والا کوئی انسان اس کی جانب سے کسی منصب وعہدہ پر فائز ہونے کا دعویدار ہو سکتا ہے،جو اسے عطا ہی نہ کیا گیا ہو؟"نہیں!ہرگز نہیں"!ایک قطعی وآخری جواب!!اپنے افکار و کردار میں کوئی بھی سچا شخص اس نوعیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔اور اگر کوئی کرتا ہے تو یہ ناقابل تردید ثبوت بہرطور بہم پہنچتا ہے کہ اس کا کوئی عقیدہ ہی نہیں۔ہم نے ماحول کے جبر یا کسی دنیوی غرض سے ایسے ویسے آدمیوں کو بھی مذہب کی چادر سے لپٹے دیکھا ہے کہ جو اپنی فطرت میں مکمل

لامذہب ہوا کرتے ہیں۔ بے دینی ہی جن کا دین ٹھہرا۔ چونکہ یہ بزدل ہوتے ہیں، اور معاشرتی دباؤ کی وجہ سے مذہبی چولا اتار نہیں پھینک سکتے، یا پھر ان کی مادی خواہشات ان کی تکمیل و تسکین کا سامان حلقۂ مذہب سے باہر ممکن نہیں ہو پاتا۔ ان کے اقرار میں بھی بربنائے روزگار فی الواقع انکار کے ذائقے موجود ہیں، وابستگی میں بھی ناوابستگی!

شیطانی وسوسوں اور ہتھکنڈوں سے قطع نظر، جھوٹے مدعیان نبوت و امامت کے ذہنی رجحان و میلان کا پیچ در پیچ مطالعہ بھی تحقیقی زاویوں میں بے حد مفید و ناگزیر ہے۔ فکری و نظری پس منظر، نسلی توارث، معاشی کیفیت و نوعیت اور خاندان کی جدید و قدیم معاشرتی حیثیت بھی اس امر و عمل میں خاص اہمیت رکھتی ہے۔ ہر علت کا ایک اپنا معلول ہے۔ گرہ در گرہ علت و معلول! بعض افراد کی حد سے بڑھتی ہوئی احساس کمتری، برتری کے گوشوں میں پناہ ڈھونڈتی ہے۔ آدمی جتنا چھوٹا ہو، دعویٰ اتنا بڑا۔ کیا مرزا صاحب کو کوئی نفسیاتی مرض لاحق تھا یا پھر طبی عارضہ؟ شاید بیک وقت دونوں عوارض وارد ہوئے تھے اس صورت میں ذہنی و دماغی تجزیہ درکار تھا، لیکن بیماری کی جانچ پرکھ اور علاج معالجہ کے بجائے بالعموم مریض کو دھر لیا گیا۔ نفرت بیماری سے ہونا چاہیے نہ کہ بیمار سے! بیمار کو تو کہیں ہمدردی ہی کا مستحق گردانا گیا ہے۔ اگر مرزا صاحب نفسیاتی عوارض میں گرفتار و مبتلا تھے جیسا کہ قرائن سے بھی ناقابل تردید شواہد ہاتھ لگتے ہیں۔ تو امر واقعی کے اعتبار سے یہ ایک ماہر نفسیات کا کیس بنتا ہے۔ اے کاش کسی نے ان کے شعور، لاشعور اور تحت الشعور میں جھانک لیا ہوتا! کہا جا سکتا ہے کہ ایسا کوئی دلچسپ مریض فرائڈ کے ہاتھ لگ جاتا تو نفسی پہلوؤں کے اعتبار سے ایک معرکے کی چیز ٹھہرتی! کئی نئے مطالعاتی باب وا ہوتے۔ میرے ایک حکیم دوست کا جو شعبہ طب میں کافی سے زیادہ دسترس اور اپنے دل میں مرزا صاحب کے لیے مخصوص نرم گوشہ رکھتے ہیں کہنا ہے کہ ان میں ولادت ہی کے دن سے رطوبت کی کمی واقع آ گئی ہوئی تھی۔ طبی تاریخ میں سے ایک مسلمہ حقیقت کے طور پر جانا اور مانا گیا ہے کہ توام بچوں میں، جو بعد میں جنم لے، اسے لازماً خشکی کی شکایت پیدا ہو جایا کرتی ہے۔ ''خشکی'' دراصل ام الامراض ہے۔ مزاج متواتر خشک رہے تو دماغ گویا چل جاتا ہے۔ دماغی مریض ہوا میں اڑتا اور عجیب انداز سے سوچتا ہے۔ کئی خواب حقیقت کا روپ دھار کر سامنے آتے اور اپنے ساتھ کہیں دور واہموں کے جزیرہ میں لے جاتے ہیں۔ مرض دائمی ہو تو اوہام، الہام بنا کرتے ہیں۔

مرزا قادیانی نے بھی اپنی جڑواں بہن کے ساتھ بعد میں جنم لیا، اور اس طرح ان کے ایک پیدائشی نقص در آیا تھا۔ وہ زندگی بھر خشکی رفع کرنے کو دوا منگواتے اور کھاتے رہے، لیکن جوں جوں ان کی عمر گزرتی چلی گئی توں توں یہ مرض بڑھتا گیا۔ مرزا صاحب خود بھی طبابت میں درک و شغف رکھتے تھے، اور ان کے خلیفۂ اوّل حکیم نور الدین بھیروی کا تو ''حکمت'' میں ویسے ہی بڑا نام ہے۔ مگر صد حیف کہ اُن کا اپنا مرض قابو میں آنا تھا، نہ آیا، خشک مزاجی تھی کہ روز بروز بڑھتی چلی گئی۔ بس پھر کیا تھا؟ نئی وضع کے خواب و خیال؟ ایک سے بڑھ کے ایک دعویٰ! مجدد، مہدی موعود، مسیح معہود، ظلی نبی، بروزی

رسول! پھر "ایک غلطی کا ازالہ" سامنے آیا۔ غلام احمد سے پہلے "احمد اور پھر، نقل کفر کفر نباشد، عین محمد ہوئے!

اگر مرزا صاحب کو ذہنی و نفسیاتی مریض کے تناظر میں دیکھا جائے تو انہیں بلند و بانگ دعووں میں بتقاضائے انصاف، رعایت ملنی چاہیے! مرض کی شدت کے مطابق فرض قضا ہو جاتے ہیں، معذور کے لیے دستور کیا؟ دنیا کی طبی و نفسی تاریخ میں ایسے متعدد امراض اور مریض مذکور ہیں۔ چند ایک سنجیدہ مقامی مریضوں کا تذکرہ ماقبل آزادی کے مشہور صحافی و ادیب دیوان سنگھ مفتون نے "ناقابل فراموش" میں بھی قلمبند کر رکھا ہے۔ بصورت دیگر مدعی کے قد کاٹھ، علم و شعور، نظریہ و فلسفہ اور اثرات و ثمرات کا جائزہ لازمی و لابدی ہوگا۔ کیا مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت و امامت کو سنجیدگی سے لیا جانا روا و بجا ہے؟ میرے خیال میں یہ ایک فاش غلطی ہوگی، جس کا ارتکاب ہم ابتدا ہی سے کرتے چلے آئے ہیں۔

مرزا غلام احمد صاحب عیسائی مشنریوں اور آریہ سماجی مبلغوں کے ردعمل کی پیداوار ہیں۔ لحاتی اور جذباتی اظہار؛ وہ زیادہ سے زیادہ معلومات کے رسیا تھے، کچی پکی معلومات۔ علم روحانی اعتبار سے زیادہ معلومات کا نام نہیں بلکہ یہ ایک نور ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ قلوب میں ڈال دیتا ہے۔ بالفاظ دیگر علم، نظام فکر و فکری نظام کی کائنات و سوغات ٹھہری۔ حقیقی علم و نظام فکر میں تضاد قطعاً نہیں ہوتا، بلکہ ربط فکر و نظر ہی کا دوسرا نام "علم" ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس جہت سے مرزا صاحب کا کوئی قد ہی نہیں۔ محض ایک بونا آدمی! عصری تقاضوں اور انسانی مسائل کا شعور انہیں چھو کر بھی نہیں گزرا تھا۔ نظریہ و فلسفہ؟! نظریہ و فلسفہ تو بڑی بات ہے۔ انہیں زبان و بیان ہی کا ملکہ حاصل نہ ہوا۔ ان کی زبان دانی کی قلعی "حرف محرمانہ" سے کھل جاتی ہے۔ ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے موصوف کو علمی اعتبار سے عیاں نہیں بلکہ عریاں کر کے رکھ دیا ہوا ہے۔ اگر کوئی شخص مرزا صاحب کو فکری و نظری انتشار کا شاہکار قرار دیدے تو بھی ناروا و بے جا نہ ہوگا۔ ان کے یکسر متضاد موقف اور دعووں سے متعلق لاتعداد حوالے پروفیسر محمد الیاس برنی (جامعہ عثمانیہ) نے "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" میں گنوا دیے ہیں۔ حالانکہ فکر و نظر کے زاویے اس قدر تضاد کے متحمل ہی نہ ہو سکتے ہیں۔! احمدیت کا شجر اپنی فطرت ہی میں بے ثمر تھا۔ اعلیٰ اثرات و نتائج سے بالکل عاری! متین علمی انداز سے رسالت و نبوت کے موضوع پر غلام احمد پرویز نے بھی قلم اٹھایا تھا، اور گویا قلم توڑ ہی کے رکھ دیا۔ اس کے سوال و استفسار کا آج تک کسی سے کوئی جواب نہیں بن پایا! ایک عجب گورکھ دھندہ جو دین نہ دنیا کے کام کا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاران و پرستاران میں دو گروہ نمایاں ہوئے۔ قادیانی اور لاہوری گروپ۔ حکیم نور الدین بھیروی (مرزائیت کے خلیفہ اوّل) کے بعد قادیانی ٹولہ کی سیادت مرزا صاحب کے لخت جگر بشیر الدین محمود احمد کے ہاتھ آئی، جبکہ لاہوری شاخ پر مولوی محمد علی صاحب نے اپنا فکری گھونسلا بنایا۔ اوّل الذکر شخصیت پرستی کے خاص ماحول میں پلا بڑھا، اور اکثریتی کہلوایا۔ موخر الذکر بزعم خود حقیقت پسندی کا دعویدار تھا لیکن اقلیتی گنا گیا۔ قادیانی طبقہ مرزا صاحب کے ظل و بروز کی آڑ میں ان کو مستقل بالذات نبی و رسول مانتا ہے، بلکہ اس سے بھی کچھ زائد! جبکہ لاہوری گروہ ان کے دعویٰ نبوت سے

انکار کے باوجود انکو مسیح دوراں و مہدی زماں گردانتا ہے۔ مہدی صادق!! مسیح حق!! یہ فقط مرزا صاحب کے عقیدت مندوں کی رنگ آمیزی ہے؟ بنیادی سوال یہ ہے یا خود مرزا صاحب ہی کو بہت دور کی سوجھی تھی؟ یہ بات بہت ہی کم لوگ جان پائے ہیں کہ بانی جماعت احمد یہ نہ صرف مسیح موعود، مہدی معہود اور ظلی و بروزی نبوت ہی کا اعلان نہیں کیا تھا بلکہ اس سے بھی کئی قدم آگے بڑھ کر انہوں نے نہ صرف مستقل بالذات نبی ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ فی الواقع خود ہی کو حقیقی خاتم النبیین جتلایا اور بتلایا! بالواسطہ نہیں بلاواسطہ۔

مرزا صاحب نے کہا تو یہ کہ میں کوئی مستقل نبی یا رسول ہرگز نہیں، محض رسول اکرم ﷺ کا جلوہ و عکس ہوں، ظل و بروز! بقول انکے عکس، اگر چہ اصل وجود نہیں ہوتا، مگر یہ اصل وجود سے جدا بھی تو نہیں ہوتا۔ امیر قادیان اپنی ''شان'' کے بیان میں قولاً ہمیشہ عشق رسول (ﷺ) کو ہی بطور سند پیش کیا کرتے تھے۔ بتاتے ہیں کہ میں انکی یاد اور ذات و صفات میں اس طرح گم ہو چکا ہوں کہ دوئی باقی نہیں رہ گئی ہوئی۔ میں، فنا فی الرسول کے اس درجہ و مرتبہ اور مقام و منزل پر فائز ہوں کہ جہاں تسور غیریت بھی محال ہے۔ مرزا صاحب، نقل کرف کفر نباشد کے مصداق کہا کرتے، جو کچھ محبوب خدا (ﷺ) تھے، وہی کچھ میں ہو گیا ہوں۔ میرا مقام اُن کا ہی مقام ہے۔ میں نبی آخر الزماں (ﷺ) کے رتبہ و منزل کی تجدید و تصدیق ہوں۔ بالفرض محال ایک لحہ کو اُن کی اس تک بندی و ڈھکوسلہ کو مان لیا جائے تو سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب جس ہستی (ﷺ) کے عشق و وارفتگی میں یہ بلند مقام پا سکتے ہیں، اُن (ﷺ) کی یاد میں اپنا دل آباد کر کے کوئی اور فرد نجات بھی کیوں نہیں پا سکتا۔ نجات؟ ہاں! مرزا صاحب کا یہ کھلم کھلا اعلان تھا کہ اب ہر ایک شخص کی نجات مجھ پر ایمان لانے ہی سے مشروط ہے۔ مطلب یہ کہ گویا خداوند کریم نے بنی نوع آدم کی بخشش و مغفرت کا سارا سامان بابائے قادیان کی گرہ سے باندھ دیا ہوا ہے۔ اس طرح صداقت کا قطعی معیار اور حقدار کا دارو معیار صرف اور صرف مرزا صاحب کی شخصیت ٹھہر جاتی ہے۔ اگر اس باریک نکتہ سے صرف نظر کر لیں تو بھی کئی اشکال و سوال باقی رہتے ہیں۔

مرزا صاحب نے اپنے دعاوئی کو معتبر و مؤقر ٹھہرانے کیلیے کئی ایک فرضی و طبع زاد ''دلائل'' تراش رکھے تھے، مگر جب کبھی ''براہین'' کی تشریح و توضیح کے گول چکر میں پڑتے تو ذاتی و مفروضہ اصولی کی بھی برملا نفی کر دیا کرتے۔ مرزا صاحب اپنے سوا کسی اور کا یہ حق نہیں جانتے اور مانتے کہ عشق رسول کی راہ پر چل کے مہدویت، مسیحیت کا یہ اعلیٰ مقام حاصل کر سکے! پہلے وہ بھی ظلی و بروزی نبوت کی گنجائش نکالتے اور پھر عملاً اپنی ہی ذات کے لیے مخصوص کر لیتے ہیں۔ اُن کی خاتم النبیین کی تفسیر و تعبیر کا بھی یہی ما حصل قرار پایا۔ اس پہلو سے ان کی مراد یہ ہے کہ بہت سے نبی آ سکتے ہیں، اور شاید آئے بھی، مگر اب انکے بعد کبھی کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ بالفاظ دیگر بابائے قادیان یہ کہہ گئے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) کے بعد تو ظلی و بروزی نبوت کا دروازہ کھلا ہوا تھا، جو اَب خود ان کی آمد کے ساتھ بند ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب بالکل واضح ہوا کہ آخری نبی محمد عربی

ﷺ کے بجائے غلام احمد قادیانی ہے۔

پیغمبر قادیان و پیروکاران کے مشرب و مسلک میں بھی "تقیہ" کئی رنگ سے پایا گیا ہے۔مرزا صاحب موقع بر موقع، وقتاً فوقتاً اپنا روپ بہروپ بدل لیا کرتے تھے۔یہی وطیرہ قادیانی اُمت کا ہے۔یہ حسب ضرورت غیراز جماعت عوام میں پرچار و تکرار کرتے نہیں جھکتے کہ مرزا صاحب نے کبھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور نہ ہم انہیں ایسا سمجھتے ہیں۔ان کی نسبت ہمارا عقیدہ ایک باطن صفا اور بے ریا بزرگ کا سا ہے۔ماضی قریب کے شاندار مبلغ اسلام اور منفرد و باوقار مجدد! مجدد وقت!!! اپنے مقتداو پیشوا کی مانند ان کا بھی یہ دعویٰ متضاد و بے بنیاد ہے۔

قادیانی طبقہ مرزا صاحب کو ایک ایسے منصب و مقام کا حامل انسان مانتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بعد ان کی علاوہ آج تک کسی کو عطا ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ان کا درجہ و مرتبہ قیامت تک کسی اور کو نہیں ملنے والا! جماعت احمدیہ کا ایک ایک فرد مرزا غلام احمد قادیانی کو جملہ اصحاب رسول، شہدائے بدر و حنین، اہل بیت اطہار و ائمہ کبار، تابعین، تبع تابعین، فقیہان اسلام اور صوفیاء ذی احتشام سے افضل و برتر اور کم از کم محبوب خدا (ﷺ) کے برابر مانتا ہے۔لاہوری گروپ نے بھی کبھی یہ سوال نہیں اٹھایا کہ وہ درجہ نبوت سے کسی کمتر مقام کے آدمی ہیں، بلکہ ان کا طرز استدلال محض یہ ہے کہ مرزا صاحب سے دعویٰ نبوت غلط طور پر منسوب کر لیا گیا ہوا ہے، جبکہ حقیقی معنوں میں انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا! الٹی ترتیب سے لاہوری گروہ پر ایک جامع و معقول اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ اگر قادیانی پیغمبر کا باطل دعویٰ پایہ ثبوت کو پہنچ جائے تو کیا اس صورت میں وہ اقرار کر لیں گے؟ ہاں ان کا انکار بھی درحقیقت ہم معنی اقرار ہے۔جمہور مسلمین کے جذبات و احساسات سے قطع نظر، حق اور حقیقت یہ ہے کہ اساسی طور پر ملت اسلامیہ میں حضور نبی کریم رؤف الرحیم (ﷺ) کے سوا کسی کو حجت (اتھارٹی) تسلیم نہیں جاتا، عزت و احترام اپنی جگہ لیکن آمنہ کے لال (ﷺ) ہی کو آخری اتھارٹی مانتے ہیں، بلکہ ایک مسلمان کی آخری و قطعی تعریف بھی یہی ہے کہ جو انسان ماسوائے قرآن اور صاحب قرآن (ﷺ) کے کسی کو حتمی حجت نہ جانتا اور مانتا ہو۔ایک حقیقی مؤمن کی غیر مشروط محبت اور لامحدود وفاداری صرف حضور خاتم المرسلین (ﷺ) ہی سے وابستہ ہوتی ہے۔یہی تو تصور ختم نبوت ہے۔حلقہ اسلام میں سرکار مدینہ (ﷺ) کی اطاعت و متابعت ہی کو مدار ایمان قرار دیا کرتے ہیں، لیکن جماعت احمدیہ اصل اصول کو معیار نہیں ٹھہراتی! ان کے نقطہ نظر سے مرزا غلام احمد کی غلامی کا پٹہ پہنے بغیر اسلام کے تقاضے پورے نہیں ہوتے۔گویا قادیانی عقیدے میں ایمان، مرزا صاحب سے "بیعت" کے پیمان کا نام ہے۔مرزائی غلام احمد صاحب کو واجب الاطاعت اور معصوم عن الخطا خیال کرتے ہیں۔بالکل ایسے کہ جیسے فرزندان اسلام کا خیر الانام (ﷺ) سے متعلق عقیدہ ہے۔مرزا صاحب کی عقیدت و اطاعت کا دم بھرنا مرزائیوں کے ہاں ایمان و اسلام کی شرط اوّلیہ۔واقعہ یہ ہے کہ بشمول لاہوری گروپ قادیانی طبقہ مرزا صاحب سے کسی غلطی یا خطا کا احتمال بھی بعید از خیال، خیال کرتا ہے۔ان عقیدتوں کا مرکز احمد ﷺ نہیں غلام احمد

ہے۔قادیانیوں کی آنکھوں میں ذکر مدینہ سے پسینہ نہیں آتا۔ان کے دھیان میں ہمیشہ قادیان کے پھیرے ہوتے ہیں،اور مرکز ایمان،عرب کی بجائے ہندوستان۔

اسلام میں انتشاروفرقہ واریت اور گمراہی وتباہی کی اصل وجہ شرک بالتوحید ہرگز نہیں،جیسا کہ ہم عموماً سمجھتے چلے آئے ہیں،بلکہ اسلامیوں کو یہ بیماری شرک فی النبوت کی بناء پر لاحق ہوئی ہے۔جب رسول خدا (ﷺ) کے سوا کسی کو حجت سمجھ لیا گیا تو گویا ہم نے نبی (ﷺ) کی ذات،صفات اور اختیارات میں دوسروں کو شریک ٹھہرادیا۔بس! یہی وہ فعل قبیح ہے جسکا لازمی نتیجہ رذالت وضلالت ہوا۔جو کوئی شخص بھی اپنے تئیں مرکز ہدایت ومدار نجات کہتا یا کہلواتا ہے اس نے درحقیقت دین کی آڑ میں ایک جدید بے دین فرقہ کی بنیاد رکھ دی! جو تفریق کی راہ چلا وہ بالآخر تفریق ہی ہوا۔

دین چند رسومات کا مجموعہ نہیں،بلکہ اعتقادات،عبادات،اخلاقیات اور معاملات کے ایک حسین گلدستے کا نام ہے۔مخصوص تہذیب وشائستگی،اختصاصی امتیازات واعزازات،لاہوری القاب وآداب اور غیر متبدل تراکیب واصطلاحات کا عملی نمونہ!صحابی،اُم المومنین،حدیث اور وحی وغیرہ کے القاب حضور آقا نامدار (ﷺ) کے وفادار ساتھیوں،ازواج مطہرات،فرامین نبوی ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے کلام وپیغام کے علاوہ کسی اور حوالے کے لیے قطعی طور پر استعمال میں نہ لاسکتے ہیں،بصورت دیگر اسلام نام کو بھی باقی نہیں رہ جائے گا۔مرزا صاحب کا وطیرہ مزاج اسلامی سے کسی طور مطابقت نہیں رکھتا،انکے خامہ وخام زبان سے وقتاً فوقتاً خود اپنے لیے ایسی تراکیب ٹپک پڑتی تھیں جنہیں نرم سے نرم الفاظ میں بھی شرک فی النبوت ہی تو کہا جا سکتا ہے۔اس لحاظ سے وہ مقیاس النبوۃ میں مشرک ہوئے۔قادیانی فرہنگ میں مرزا کے ساتھی (نا عوذ باللہ) اصحاب رسول کے مقام ومرتبہ پر فائز ہیں۔ان کی بیویاں (نقل کفر کفر نباشد) ازواج مطہرات کی ہم پایہ اور ان کے ملفوظات ومکالمات وحی وحدیث کی ہم شکل!مرزا صاحب کا دعویٰ کیا تھا؟ان کا دعویٰ کیا نہیں ہے؟جس مذہب یا گروہ میں جو عقیدہ یا نظریہ پایا جاتا ہے اسی کی تعبیر ونظیر! کرشن،گورو،مہاتما!مجدد،مہدی،مسیح!!!امام،نبی،رسول!!!اُن کے دعاوی ازحد دلچسپ،قابل غور اور استہزاء یہ ہیں۔تفاخر میں تمسخر!!!اپنی نوع کا ذہنی مرض ومریض؟

مرزا صاحب کو مامور من اللہ بتلاتے اور حجت جتلاتے تھے،وہ کسی ایسے عہدہ ومقام کے دعویدار ہرگز نہ تھے جس کے انکار یا اقرار سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔اگر دعویٰ محض روایتی غوث،ابدال یا اوتاد وغیرہ کا ہوتا جو دراصل دعویٰ کی چیز ہی نہیں تو بات اس قدر آگے نہ جاتی اور ان کی حمایت ومخالفت کا دائرہ کار انفرادی سطح تک ہی محدود رہتا،مگر یہ منجانب اللہ ایک ایسے بنیادی منصب کے مدعی تھے جس کے تصور ہی سے اسلام کی بنیاد ہل جاتی ہے۔امر واقعی یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے طور پر رسول عربی (ﷺ) کا مظہر بن بیٹھا اور کہا:میرا ماننا اُن (ﷺ) کا ماننا اور میرا انکار درحقیقت اُن (ﷺ) کا انکار ہے۔نتیجتاً اس جہت سے پیغمبر آخر الزماں (ﷺ) کو اپنا ملجا وماویٰ تسلیم کر لیے جانے کے باوجود ایک انسان کو حقیقی مسلمان قرار نہیں دے سکتے

جب تک کہ مرزا صاحب کی مہر تصدیق ثبت نہ ہو، بالفاظ دیگر مرزا غلام احمد قادیانی کی تصدیق وتوثیق کے بغیر اب کسی بھی مسلمان کا دین وایمان قابل قبول نہیں رہ گیا حالانکہ تاریخ اسلام میں یہ منصب وقیام مسلمہ نفوس قدسیہ کو بھی حاصل نہیں، جس کے دعویدار مرزا صاحب ہیں۔

تاریخ مسلم میں بعض لوگ توحید کی عظمت کے اظہار وبیان کا سخت غیر محتاط وناقص اسلوب اپنا گئے ہوئے ہیں جو مقام رسالت ونبوت کی رعایت سے بہرحال کسر شان تھا۔ مسلمان نے اپنی شامت اعمال سے کہا اللہ کی تو یہ شان ہے کہ اگر چاہے تو ایک حرف کُن کہہ کر لاکھوں محمدؐ کے برابر پیدا کر ڈالے ا یہ ''ہیبت ناک مسلمان'' خود بھی ایسا نہیں سوچتا تھا کہ سرکار مدینہ (ﷺ) کی مثل آنے والا ہے یا کبھی کوئی آئے گا۔ وہ تو فقط توحید کے باب میں اللہ تعالیٰ کے ہر شے پر قادر ہونے کی صفت کو اپنے الفاظ کا جامہ پہنا رہا تھا۔ ایک ایسی صفت کی بے بصر منطق جس کا اس نے خود اپنے اوپر امتناع لازم ٹھہرا لیا ہوا ہے۔ اس ''ہیبت ناک مسلمان'' کے پیروکاران وعقیدت مندان بھی عملاً کبھی ختم نبوت کے منکر نہیں رہے، لیکن بے ادبانہ طرز فکر ونظر سے ان کے قلوب واذہان میں رسول خدا (ﷺ) کے ساتھ وابستگی کا والہانہ انداز بھی محو ہوتا چلا گیا، یہاں تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایسے عام آدمی نے خاص دعویٰ کر ڈالا۔

بعض لوگوں کے بیباکانہ وگستاخانہ زاویوں سے محبوب خدا (ﷺ) کا مقام واحترام مجروح ہوا، اور پھر نازک موضوعات پر اس طرح سے سوچا جانے لگا جس طرح کسی طور بھی سوچا نہیں جاسکتا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے مکاشفات و مخاطبات اور مکالمات وواہمات کا ڈول کیا ڈالا ان کے دیکھا دیکھی ہر ایرے غیرے کے منہ میں پانی آ گیا۔ مرزا صاحب کے ''متاثرین'' میں مدعیان نبوت وامامت کا ایک میلہ سا لگا ہوا ہے۔ ''الکاویہ علی الغاویہ'' (چودھویں صدی ہجری کے مدعیان نبوت) میں عالم بے بدل مولانا محمد عالم آسی امرتسری نے ان کا کچھ حال قلمبند کیا ہے۔

☆ چراغ دین جمونی: کے بارے میں مرزا صاحب غلام احمد قادیانی نے رسالہ ''دافع البلاء'' میں خود لکھا ہے کہ وہ میری تائید کیلیے مبعوث ہوا تھا، مگر میں نے اس کو منظور نہیں کیا، کیونکہ خشک مجاہدہ سے اسکا دماغ خراب ہو چکا تھا۔ اس کے الہامات شیطانی ہیں۔

☆ الٰہی بخش ملتانی: مرزا صاحب کا مرید خاص تھا۔ گورو عیسیٰ بنا تو چیلا بگڑ کے موسیٰ ہو گیا، اور ایک بڑی ضخیم کتاب ''عصائے موسیٰ''، لکھی جس میں اپنے الہامات کے ذریعہ بتایا کہ مرزا میرے ہاتھ سے ہلاک ہو جائے گا۔

☆ ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی: ابتداً بیس سال کے لگ بھگ مرزائی رہ کر خود مدعی رسالت بن بیٹھا۔ قرآن شریف کی تفسیر لکھی اور رسالہ ''الحکیم'' جاری کیا۔ اس نے ایک الہام شائع کیا کہ ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک مرزا صاحب مر جائیں گے۔ مرزا صاحب نے جواب آں غزل کے طور پر یہ الہام بیان کیا کہ وہ میری زندگی میں تباہ وبرباد ہو جائے گا۔ مگر مرید پیر سے سخت جان نکلا اور مرزا

صاحب کے مرنے کے بعد سات سال تک زندہ رہا۔

☆احمد سعید سنبھو یالی (ضلع سیالکوٹ) یہ اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس تھا چونکہ مرزا صاحب نے ایک جگہ یہ لکھا ہے کہ میں جون بدل کر آؤں اور قدرت ثانیہ کہلاؤں گا۔ چنانچہ اس شخص نے اپنا لقب یوسف موعود رکھا اور اپنے الہامات کو اپنے رسائل "پیرا ہن یوسفی" میں جمع کیا۔ مذکور نے اپنی ایک تصنیف میں یہ بھی لکھا تھا کہ مسلمانوں کی موجودہ رشتہ داریاں سب ناجائز ہیں۔ اور وہ ولدالزنا ہیں۔ آئندہ کیلیے میں انہیں حکم دیتا ہوں کہ یہ ہندوؤں کی طرح غیر قوموں میں رشتہ ناطے کیا کریں۔

☆ظہیر الدین (اروپ، ضلع گوجرانوالہ) اس نے بھی یوسف موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنی کتاب "براہین حقہ" میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب کی شخصیت کو آج تک کسی نے نہیں سمجھا۔ وہ حقیقی نبی تھے۔ قادیان میں مسجد الحرام بیت اللہ شریف ہے، اور وہی خدا کے نبی کی جائے پیدائش ہے، اس لیے اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔ بالآخر یہ شخص اپنے مقاصد میں ناکام ٹھہرا اور مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ہاتھ پر دوبارہ حلقہ قادیانیت میں آ گیا۔

☆یار محمد وکیل (ہوشیار پور) کا دعویٰ یہ تھا کہ میں "محمدی بیگم ہوں"۔ نکاح سے مراد بیعت میں میرا داخلہ ہے اور مرزا صاحب کے بعد میں ہی انکا روحانی وارث و حقدار ہوں کیونکہ انہوں نے کہا ہوا ہے کہ قدرت ثانیہ کا مظہر وہ ہو گا جو میری خو بو پر ہو گا۔ چنانچہ یہ علامت مجھ میں سب سے بڑھ کر پائی جاتی ہے۔ اس نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مقابلہ میں قریباً پچاس رسالے تحریر کیے تھے جس میں متواتر خلافت کا مطالبہ کیا، مگر اس کے گدی پر قابض ہو جانے کی وجہ سے بیعت کا کاروبار چل نہیں پایا۔

☆عبداللہ تیماپوری: یہ بھی قدرت ثانیہ کا مدعی ہے اور قرآن مجید فرقان حمید کی تحریف میں متحرک وہ دعویٰ سے کہا کرتا تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد بہت جلد میری بیعت میں آ داخل ہو گا۔ اس کے پیروکار کیملپور اور پشاور کے مضافات میں پائے جاتے ہیں۔

☆عابد علی شاہ (موضع بدّو ملہی ضلع سیالکوٹ) یہ شخص بھی مامور ہونے کا دعویدار رہا۔ اس نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کا یہ فتویٰ اپنے الہام کی بناء پر منقطع کر دیا تھا کہ مرزائیوں کا مسلمانوں سے رشتہ ناتا حرام ہے۔

☆محمد بخش قادیانی: یہ آدمی قبل ازیں مرزا غلام احمد کا شدید مخالف تھا، پھر اس کی بیعت میں داخل ہوا، اور جلد ہی ترقی پا کر اپنے الہامات علیحدہ شائع کر دیئے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے "آئی ایم وٹ وٹ"۔

☆ڈاکٹر محمد صدیق: اس کا تعلق لاہوری گروپ سے بھی قائم ہوا لیکن آخر کار گدک (بہار) میں اپنا مذہب پھیلانے لگ پڑا۔ اپنی کتاب "بشو یسور" میں لکھتا ہے کہ مسیح قادیانی وشنو اوتار تھا، خلیفہ محمود ویر بسنت ہے اور میں جن بشو یسور ہوں۔ ایک اور جگہ بتایا "جب خدا اور رسول کے خلاف کوئی بات ہوتی ہے تو مامور (غوث، قطب، ابدال وغیرہ) بھیجے جاتے ہیں۔ قادیان

سے آواز آئی ہے کہ حضور پاک (ﷺ) کے بعد نبوت جاری ہے اس ہتک آمیز عقیدہ کے دفعیہ کے لیے خدا نے مجھے مبعوث کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب مذکور نے فرمایا: لوگ مجھے مہدی مانتے ہیں مگر مجھے اس پر کوئی فخر نہیں میں وہی ہوں جو میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے کہ میں احمدیوں کے لیے یوسف موعود بن کر آیا ہوں اور ہتک نبوت دور کردی ہے۔ڈاکٹر محمد صدیق کے لیے علیحدہ اور تفصیلی تذکرہ درکار ہے۔مرزا صاحب کی مانند یہ بجائے خود دلچسپ کردار ہے۔تاریخ احمدیت کا اعزازی ورق اس نے ایک طرف تو مدعی نبوت کو کافر کہہ کر اپنے آپ کو مہدویت و مسیحیت سے الگ رکھا ہے جبکہ دوسری طرف حضرت یوسف علیہ السلام سے بڑھ کر اپنی فوقیت جتلائی اور صاحب وحی مظہر الٰہی اور نجات دہندہ عالم و عالمیان بنکر وحدت وجود کا بھی دم بھرا۔یہ دراصل مرزا صاحب کا اصلی پرتو تھا ان کی بھی بعینہٖ یہی حالت و کیفیت تھی۔حلقہ مریداں میں ہوتے تو جامہ بشریت سے نکل کر الوہیت تک جا پہنچے اور اغیار کے سامنے نبوت و مولویت سے بھی انکار کر دیتے۔

☆احمد نور کابلی: یہ مدعی نبوت و رسالت قادیان میں ایک عرصہ تک مسیح قادیانی کا زلہ ربا رہا۔اس کی ناک پر پھوڑا ہوا تو کاٹی گئی۔پھر مرتبہ نبوت کی سوجھی قرآن پاک کی کثرت سے تلاوت کرتا شب بیدار تہجد گزار تھا۔سرمہ فروش و خانہ بدوش افغان کابلی مذکور کا ایک اپنا ہی فلسفہ ہے۔مرزا صاحب کی طرح الجھا ہوا غیر مربوط اور متضاد! تاہم فکری اعتبار سے جماعت احمدیہ کیلیے اچھا خاصا دردسر!!

☆فضل احمد عرف نجم النساء: یہ مسمّی غلام محمد کا بیٹا تھا۔مضع چنگیابنگیال متصل گوجر خان میں پیدا ہوا۔اسکا دعویٰ تھا کہ میں مرزا غلام احمد صاحب کا ظہور ہوں۔میں اپنی چالیس سال کی عمر گزار چکا ہوں۔مرزا صاحب کی اصل عمر پچانوے برس تھی۔وہ ساٹھ سال کے پیٹے میں مر گئے تو بقیہ بیس سال مجھے دیئے گئے اب میں ہو بہو مرزا صاحب ہوں۔

☆غلام محمد لاہوری: یہ نوجوان مسلم ہائی سکول لاہور سے فارغ ہوا تو قادیانی مزاج جریدہ ''پیغام صلح'' لاہور میں ملازمت اختیار کرلی بھروہیں ترقی پا کر ذمہ دار اراکین مجلس تک پہنچ گیا،اور جب اس نے دیکھا کہ اس کی مرضی کیخلاف کام ہوتا ہے تو وہی طریق حصول نبوت اختیار کیا جس سے ان کے ہاں نبی بنا کرتے ہیں۔الہام پر الہام ہونے لگے۔ایک پیشگوئی یہ تھی کہ خواجہ کمال الدین بہت جلد مر جائے گا۔ملازمت سے برخاست کیا گیا اور زیر علاج رہ کر پھر بحال ہو گیا۔اس نے اپنی ایک اہم کتاب ''مائدہ'' شائع کرنے کا اعلان کیا ہوا تھا،مگر اس کی تکمیل کبھی ممکن نہ ہو سکی۔

☆عبداللطیف (قمر الانبیاء) موضع کناجور ضلع جالندھر سے تعلق تھا۔اس نے مستقل بالذات نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا،اور اس کے ثبوت میں ''چشمہ نبوت'' نامی ایک کتاب شائع کی جس کا پہلا حصہ پانچ سو صفحات تک پھیلا ہوا ہے۔

☆نبی بخش (معراج کے،سیالکوٹ) اس کا دعویٰ تھا کہ مرزا صاحب کے طریقہ پر میں بھی اس وقت کا نبی ہوں۔

☆غلام حیدر جہلمی وغیرہ: غلام حیدر جہلمی، محکم الدین پٹیالوی اور محمد زمان سندھی نے بھی دعویٰ نبوت کا سوانگ رچایا تھا، مگر وہ شہرت سے محروم ہی رہے۔

☆رَجَبْ یَسّیٰ (چیچہ وطنی، ضلع ساہیوال) رجل یسمی مذکور کی ادبی لیاقت بالکل محدود تھی لیکن بدقسمت طبقے میں جس قدر جہالت کمال پر پہنچتی ہے اسی قدر نبوت کے دروازے اُن پر کھل جاتے ہیں۔اس آدمی نے "ہدایت العالمین" کے عنوان سے ایک عجیب وغریب کتاب لکھی اور اس میں اپنی لن ترانیوں کا جادو جگایا ہے۔

☆سید محبوب عالم شاہ (محلّہ باغبانپورہ حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ) انہوں نے اپنے الہام کا مجموعہ "امام حقیقی" کے عنوان سے عام کیا تھا۔اس کے چار حصے ہیں۔حصہ اوّل عقدہ کشاہ میں لکھا کہ پنجاب میں صرف پنجابی نبی ہی آسکتا ہے۔امام حقیقی کتاب مظہر الاسرار وغیرہ سے بھی موسوم ہوئی۔ان کے الہامات واحکامات از حد دلچسپ اور استہزائیہ ومزاحیہ ہیں۔

☆یحییٰ بہاری: یہ شخص بھی چودھویں صدی کے قادیانی انبیاء میں شامل وداخل ہے۔اس کی ایک نمائندہ کتاب'[فرمان' ہے جستہ جستہ اس کی شاعری میں پختگی در آئی ہوئی ہے۔مسیح قادیانی کی نظم اس کے سامنے پانی بھرتی ہے۔اس کی ایک نظم کے بعض اشعار تو بہائی مذہب کی شاہکار و قادر الکلام سخن گو قرۃ العین طاہرہ کے مقابل رکھے جاسکتے ہیں۔اس نے فرمان کو اپنا قرآن قرار دیا جو ۸۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔آغاز میں اس نے نام وتعارف کے طور پر بقلم خود یوں لکھا تھا: اعلیٰحضرت احدیت مآب فرمانروا سید محمد یحییٰ خان دوران نائب اللہ علی العالمین دی لینڈ لارڈ آف موضع یحییٰ پرگنہ اروِلی ضلع گیا صوبہ بہار۔

چودھویں صدی کے دعویداران نبوت امامت جدید سے قبل قرامطہ، ملاحدہ اور زنادقہ بھی شرک فی النبوت کے مرتکب ہو کر مدعیان رسالت وہدایت تھے۔ان کے الہام واحکام مجھنے نہ سمجھانے کے۔مرزا غلام احمد قادیانی نے مہدویت وغیرہ کا بند دروازہ کیا کھولا ہر سمت خودرو پودے اُگ پڑے اور برساتی حشرات الارض کی لمبی قطار بلکہ یلغار آگئی۔

امام مہدی، اہل تشیع کے نزدیک پیدا تو ہو چکے ہوئے ہیں مگر غیوبت کبریٰ کی بناء پر عام لوگوں کی نظروں سے اوجھل! یہ حضرت امام حسن عسکری علیہ الرحمہ کے جگر گوشہ تھے جو بقول انکے ایک روز حکمت الٰہیہ سے غیوبت میں چلے گئے۔صغریٰ کے بعد غیوبت کبریٰ جبکہ اہل سنن کے مطابق قرب قیامت میں ان کی ولادت سید گھرانہ میں ہوگی اور ان کے ظہور سے مسلمانوں کا مادی وروحانی زوال رفع ہوگا۔وہ ایک معینہ مدت تک دنیا پر بلاشرکت غیرے حکومت کریں گے۔اہل سنت والجماعت کے رسائل میں امام مہدی کے والدین تک کے نام مذکور وسطور ہیں۔وہ غیر مبہم اور بالکل واضح نشانات علامات کے حامل ہوں گے۔نظریہ امام مہدی کے منحرفین کی فہرست میں بھی کئی قد آور مسلم مشاہیر کا تفصیلی تذکرہ موجود ہے۔اہل تشیع واہل سنن اس امر میں باہم متفق الرائے اور متحد الخیال ہیں کہ جب امام مہدی کی ولادت وظہور ہوگا تو ملت اسلامیہ کے دن بھی پھریں گے۔آمد وظہور امام مہدی کی حقیقت واصلیت کیا ہے؟ یہ ایک مستقل علیحدہ موضوع ہے اور ان کی

آمد وظہور کی کیا ضرورت وحکمت؟ اس پر بھی سوال واستفسارات اور تائید وجوابات کے لیے جداگانہ باب قائم ہونا چاہیے تاہم حقیقت حال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کسی طور بھی اس معیار پر پورا نہیں اترتے۔ امام مہدی شیعہ وسنیوں کے نقطۂ نظر کی رو سے آل محمد (سادات) میں سے ایک پاک نفس شخصیت ہوگی، اور خالص امتی! ظلی نبوت یا بروزی رسالت کا ان کی آمد و ولادت یا ظہور سے قطعی طور پر کوئی تعلق واسطہ نہیں اس سے قطع نظر سوال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کا پس منظر کیا ٹھہرا؟ کیا وہ اپنی فطرت میں دہریہ وملحد تھے؟ اس کا جواب ''ہاں''! میں بھی دیا جاسکتا ہے اور خاص وجوہات کی بناء پر یہ محض غلط بھی نہیں ہوگا۔ کیا وہ احساس کمتری کے مریض تھے؟ جنہوں نے بلند و بانگ دعووں میں تسکین ڈھونڈی؟ اس موضوع پر بھی وزنی دلائل موجود ہیں اور ماہرین نفسیات کو اس سلسلے میں اپنی تحقیقات کو آگے بڑھانا چاہیے، مگر واقعہ یہ ہے کہ ان خفی یا جلی عوارض کے ساتھ انھیں ذہنی بیماریوں نے آلیا تھا۔ وہ باقاعدہ ذہنی مریض تھے۔ ایک نفسیاتی و ذہنی مریض کیا کچھ نہیں کر سکتا؟ اس سے کیا کچھ نہیں ہوسکتا؟ مرزا صاحب کے موٹے ہونٹ، نیم خواب آنکھیں، طبی علامات، معمولات زندگی اور طرز بود وباش نیز ذہنی رجحانات ومیلانات صاف بتا رہے ہیں کہ در پردہ آپ میں مراق خوب جڑ پکڑ چکا تھا۔ مالیخولیا مراقی! گاہ گاہ فوری قے اور وقفہ وقفہ سے دست کا آنا بھی اس امر کی علامات ہیں کہ ان کے دماغ میں سوداوی اور بلغمی مواد کا کافی ذخیرہ تھا۔ بایں سبب نخوت، خلوت تنفر بے جا اور خیالی خطرات وخدشات نیز رنگ دار اشیا کا نظر آنا اور وہمیات میں پڑ کر اپنے تقدس کے زعم کو بڑھاتے جانا طویل خاموشی یا طول کلامی بار بار ایک ہی مضمون کی تکرار بے ہوشی، غشی اور استغراق فی الخیال یہ سب کچھ بکثرت موجود تھا جو ان کے ذہنی اختلاج پر دلالت کرتا ہے۔ ایک مخلص مذہبی شخص جسے دماغی و ذہنی معارضہ لاحق ہوا اور وہ اس راہ پر چل پڑا جو ذہنی مریض کا لازمی خاصہ ہوا کرتا ہے۔ اس صورت میں یہ اہل طب کا کیس ہے نا کہ اہل مذہب کا! مرزا غلام احمد قادیانی کے نفسیاتی مسائل اور ذہنی عوارض کا از سر نو جائزہ لیا جانا چاہیے! سنجیدہ طبی محاکمہ وتجزیہ!! اگر مرزا صاحب ایک ذہنی مریض ثابت ہوجاتے ہیں جس کا قوی امکان بلکہ ایقان ہے تو پھر ان کی حرکات کا تدارک علمی سطح کے بجائے طبی تدبیر سے ہونا مفید ولازم قرار پائے گا۔

مرزا صاحب کا کوئی دین نہ تھا وہ بے دین تھے مگر دین کا ہتھیار انہوں نے دنیا کے حصول کی خاطر چلایا یا پھر وہ احساس کمتری کے ایک عظیم مریض تھے، جنھوں نے برتری کے دعووں میں تسکین ڈھونڈی۔ اگر ایسا نہیں تو وہ بہرحال ایک ذہنی مرض میں مبتلا تھے۔ دماغ کی بیماری جو مریض کو ہوا میں اُڑائے پھرتی ہے۔ گمراہ صوفی بھی درحقیقت ذہنی بیمار ہوتے ہیں۔ جو ایک خاص موڑ پر شیطان کے ہاتھ لگ جایا کرتے ہیں۔ مرزا صاحب میں یہ سب علامات نمایاں بلکہ عریاں دکھائی دیتی ہیں۔ بس مرزا صاحب کا ذہنی حدود اربعہ وفکری جغرافیہ اسی قدر ہے ہاں بس!!

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆